www.KitaboSunnat.com

ابو البیان محمد سعید اَحمد مجددی رحمہ اللہ

حروفِ سبعہ پر قرآن کا نزول اور تدریجی نزول کی حکمتیں

لفظ نزول کا معنی ہے:"نقل الشيء من الأعلى إلى الأسفل"یعنی کسی چیز کا اُوپر سے نیچے اُترنا۔
یہ نزول اگر دفعةً واحدةً (یکبارگی) ہو تو إنزال کہلاتا ہے۔ اگر تدریجا (آہستہ آہستہ) ہو تو تنزیل کہلاتا ہے۔

قرآن حکیم کا نزول یکبارگی بھی ہوا ہے اور تدریجا بھی۔ قرآن، اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اَزل سے لوحِ محفوظ میں موجود ہے۔ پھر وہاں سے باقتضائے حکمت ایز دی مختلف مراتب نزول سے گزرتا ہوا قلب محمد ﷺ پر جلوہ گر ہوا۔

تنزلاتِ قرآن

پہلا تنزل: اوّلاً دائرہ اَصل اور مرتبہ وجوب سے لوحِ محفوظ میں نازل ہوا جیسا کہ فرمایا:
﴿بَلْ هُوَ قُرْءَانٌ مَّجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ﴾ [البروج:۲۱،۲۲] ''بلکہ یہ قرآن مجید لوحِ محفوظ میں'' پھر وہاں سے الفاظ و معانی کی صورت میں اس کا نزول ہوا۔

دوسرا تنزل: لوحِ محفوظ سے آسمان دنیا (بیت العزت) میں نازل ہوا۔

① ﴿إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِي لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ﴾ [القدر:۱]

② ﴿إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَٰرَكَةٍ﴾ [الدخان:۳] میں اس کی صراحت موجود ہے۔

بیت العزت، کعبہ شریف کے محاذات میں آسمان پر ملائکہ کی عبادت گاہ ہے۔ یہ نزول (یکبارگی) لیلۃ القدر میں ہوا۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"أنزل القرآن جملة إلى السمآء الدنيا في ليلة القدر." [سنن الکبریٰ للنسائي:۱۱۳۰۸]

تیسرا نزول: بیت العزت سے بواسطہ جبرائیل اَمین علیہ السلام حضور سرورِ عالم ﷺ کے قلب اَقدس پر نازل ہوا جس کی دلیل یہ اِرشادِ ربانی ہے:﴿نَزَلَ بِهِ ٱلرُّوحُ ٱلْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ ... الخ﴾ [الشعراء:۱۹۳،۱۹۴]

تدریجی نزول کی حکمتیں

قرآن مجید سرورِ کائنات ﷺ پر ایک ہی مرتبہ پورے کا پورا نازل نہیں ہوا بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے تقریباً تیئس سال کے عرصہ میں اُتارا گیا۔

بعض اَوقات ایک چھوٹی سی آیت یا اس کا کوئی ایک جزو نازل ہوتا اور بعض اَوقات کئی کئی آیتیں بیک وقت نازل ہو جاتیں۔ مثلاً قرآن کا سب سے مختصر حصہ جو مستقل طور پر نازل ہوا وہ ﴿غَيْرُ أُوْلِي ٱلضَّرَرِ﴾ [النساء:۹۵] ہے جو ایک لمبی آیت کا جزو ہے اور دوسری طرف پوری سورۃ الانعام ایک ہی بار نازل ہوئی ہے۔

☆ مؤسس مجلّہ دعوت تنظیم الاسلام گوجرانوالہ...... شارح 'مکتوبات امام ربانی'

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پورے قرآن کو ایک ہی نازل کرنے کی بجائے تھوڑا تھوڑا کر کے کیوں نازل کیا گیا؟ اس کی مندرجہ ذیل حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔

پہلی حکمت

یک دم پورا قرآن نازل ہونے کی صورت میں تمام اَحکامِ قرآنیہ کی تعمیل وپابندی ہر مسلمان پر فوراً لازم ہو جاتی اور یہ شریعت محمدیہ ﷺ کی ان حکیمانہ مصلحتوں کے خلاف ہو جاتا جو اس میں ملحوظ رکھی گئی ہیں۔

دوسری حکمت

قریش مکہ کی طرف سے سرورِ عالم ﷺ کو روزانہ نئی اَذیتیں برداشت کرنا پڑتی تھیں اس لیے بار بار آیاتِ قرآنیہ کا نازل ہونا آپ ﷺ کے دلِ مبارک کی تقویت کا سبب بنتا تھا۔ جس سے ان اَذیتوں کا مقابلہ آسان ہو جاتا تھا۔

تیسری حکمت

قرآن کا اَکثر حصہ لوگوں کے مختلف سوالات اور ان کے جوابات اور مختلف واقعات پر مشتمل ہے لہٰذا ان آیات کا نزول اِنہی اَوقات میں زیادہ مناسب تھا جن میں وہ سوالات کیے گئے تھے یا جب کہ وہ واقعات وحالات رونما ہوئے تھے۔ اس طریقہ سے اہل اِسلام کے جذبۂ اِستقامت اور بصیرت وہدایت میں اِضافہ ہوتا رہتا تھا اور قرآن کی حقانیت پر اور زیادہ یقین ہو جاتا تھا۔

چوتھی حکمت

اُمت کے اُمی (ناخواندہ) ہونے کی بنا پر یہی مناسب تھا کہ قرآن تدریجی مراحل میں نازل کیا جاتا تاکہ حفظ قرآن اور فہم قرآن، اُمت پر آسان ہو جائے نیز عاداتِ جاہلیہ ایک ایک کر کے دور ہو جائیں اور عبادات کی عادات، فطری طریقہ سے ان کے قلب ونظر میں جگہ پکڑ لیں۔ واللہ أعلم بالصّواب.

مشرکین مکہ کے اس اعتراض (قرآن تدریجا کیوں اترا؟) کا جواب قرآن حکیم نے ان الفاظ میں دیا۔

﴿ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْءَانُ جُمْلَةً وٰحِدَةً كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴾

[الفرقان:۳۲]

حروفِ سبعہ پر قرآن کا نزول

صحیح بخاری، کتاب فضائل قرآن کی ایک حدیث میں سرورِ عالم ﷺ کا ارشاد ہے۔

«إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَىٰ سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ» [صحیح بخاری:۴۹۹۲]

''تحقیق یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے پس پڑھو اس میں سے اس طریقے پر جو تمہارے لیے آسان ہو۔''

اس حدیث میں سات حروف پر قرآن کے نازل ہونے سے کیا مراد ہے؟

علماء مفسرین ومحققین کا اس میں شدید اِختلاف ہے اور یہ مسئلہ علوم قرآنیہ میں مشکل ترین مسئلہ شمار کیا جاتا ہے۔

علامہ ابن عربی رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں پینتیس اَقوال نقل کیے ہیں۔ [الزركشي البرهان في علوم القرآن:۲۱۲/۱]

مذکورہ بالا حدیث، علماء کے نزدیک معنی کے اعتبار سے متواتر ہے جیسا کہ مشہور محدث امام ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اورمعروف امام علامہ ابن الجزری رحمہ اللہ نے اس کے تواتر کی تصریح فرمائی ہے اور یہ واقعہ بھی متعدد محدثین نے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منبر نبوی علی صاحبھا الصلوٰت پر اِعلان فرمایا کہ وہ تمام حضرات کھڑے ہوجائیں جنھوں نے بزبان رسالت مآب ﷺ سے یہ (مذکورہ) حدیث سنی ہے چنانچہ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتنی بڑی جماعت کھڑی ہوگئی جس کو شمار نہ کیا جاسکا۔[النشر في القراءات العشر لابن الجزري]

سات حروف پر قرآن پڑھنے کی اِجازت کا فلسفہ

سات حروف پر قرآن پڑھنے کی اِجازت کا اصل فلسفہ اُمت محمدیہ ﷺ کے لئے تلاوت میں آسانی پیدا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اس اُمت کو یہ سہولت عطا فرمائی ہے تاکہ جو شخص ایک طریقہ سے کوئی لفظ نہیں پڑھ سکتا تو دوسرے طریقے سے پڑھ لینے پر قادر ہوجائے۔ چنانچہ اس اَمر کی وضاحت صحیح مسلم شریف کی اس حدیث سے ہوتی ہے جس کے راوی حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں سرورِ عالم ﷺ بنوغفار کے تالاب کے پاس تھے آپ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ کی اُمت قرآن کو ایک حرف پر پڑھے آپ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے معافی اور بخشش مانگتا ہوں میری اُمت یہ طاقت نہیں رکھتی پھر جبریل علیہ السلام دوبارہ حاضر ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دے رہا ہے کہ آپ کی اُمت قرآن کو دو حرفوں پر پڑھے۔ آپ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے معافی اور بخشش مانگتا ہوں میری اُمت میں اس قدر طاقت نہیں ہے پھر وہ تیسری مرتبہ آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اُمت کو تین حروف پر قرآن پڑھنے کا حکم دیا ہے آپ نے معافی اور مغفرت طلب کی کہ میری اُمت اس کی طاقت نہیں حتی کہ

ثم جاءه الرابعة فقال: «إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَىٰ سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَأَيُّمَا حَرْفٍ قَرَؤُوْا عَلَيْهِ فَقَدْ أَصَابُوْا». [صحيح مسلم:١٩٠٦]

پھر وہ چوتھی بار آئے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ کی اُمت قرآن حکیم کو سات حرفوں پر پڑھے پس وہ جس حرف پر بھی پڑھیں گے ان کی قراءت درست ہوگی۔''

قولِ راجح

ہمارے علماء محققین کے نزدیک 'قرآن کے سات حروف' کی سب سے بہتر تشریح یہ ہے کہ حدیث پاک میں حروف کے اختلاف سے مراد قراءتوں کا اختلاف ہے یعنی قرآن پاک کی جو قراءتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہیں ان میں جو باہمی اختلافات پائے جاتے ہیں وہ سات قسموں پر مشتمل ہیں اور یہ قول سب سے پہلے حضرت امام مالک رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے۔

سات اَقسام کی تشریح

① اَسماء کا اختلاف

جس میں مفرد، تثنیہ، جمع اور مذکر ومؤنث کا اختلاف داخل ہے جیسا کہ ﴿تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ﴾ جس کو ایک قراءت میں ﴿تَمَّتْ كَلِمٰتُ رَبِّكَ﴾ بھی پڑھا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② اَفعال کا اِختلاف

جیسا کہ کسی قراءت میں صیغہ ماضی ہو، کسی میں مضارع اور کسی میں اَمر مثلاً ایک قراءت میں ﴿ رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا ﴾ ہے۔اور دوسری میں ﴿ رَبُّنَا بٰعَدَ بَيْنَ اَسْفَارِنَا ﴾ ہے۔

③ وجوہِ اعراب کا اِختلاف

جس میں اعراب یعنی زبر زیر پیش کا فرق ہو۔مثلا ﴿ لَا يُضَارَّ كَاتِبٌ ﴾ کی جگہ ﴿ لَا يُضَارُّ كَاتِبٌ ﴾ اور ﴿ ذُوالْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ﴾ کی جگہ ﴿ ذُوالْعَرْشِ الْمَجِيْدِ ﴾

④ اَلفاظ کی کمی وبیشی کا اِختلاف

کہ ایک قراءت میں کوئی لفظ کم اور دوسری میں زیادہ ہو۔

مثلاً ایک قراءت میں ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى﴾ ہے اور دوسری میں 'وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى' ہے اور 'وَمَا خَلَقَ' نہیں ہے۔

⑤ تقدیم وتاخیر کا اِختلاف

کہ ایک قراءت میں ایک لفظ مقدم اور دوسری میں مؤخر ہے مثلاً ﴿ يُقٰتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ﴾ اور ﴿ يُقٰتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلُوْنَ وَيَقْتُلُوْنَ ﴾

⑥ بدلیت کا اِختلاف

کہ ایک قراءت میں ایک لفظ ہے اور دوسری قراءت میں اس کی جگہ دوسرا لفظ ہے مثلاً ﴿ نُنْشِزُهَا ﴾ اور ﴿ نُنْشِرُهَا ﴾ اسی طرح ﴿فَتَبَيَّنُوْا﴾ اور ﴿ فَتَثَبَّتُوْا ﴾

⑦ لہجوں کا اِختلاف

جس میں اِظہار، اِدغام، تفخیم، ترقیق، اِمالہ، قصر، مد، ہمزہ وغیرہا کے اختلاف شامل ہیں مثلاً موسیٰ ایک قراءت میں اِمالہ کے ساتھ ہے اور اسے موسٰی کی طرح پڑھا جاتا ہے اور دوسری قراءت میں بغیر اِمالہ کے پڑھا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا تحقیق حضرت امام ابوالفضل رازیؒ کے اِستقراء کے عین مطابق ہے کیونکہ ان کے اِستقراء میں تمام اختلافات وضاحت کے ساتھ جمع ہو گئے ہیں۔محقق ابن الجزریؒ نے بھی تیس برس سے زائد غور وفکر کرنے کے بعد سات حرفوں کو سات وجوہ اختلاف پر محمول کیا ہے اور امام ابوالفضل رازیؒ کا قول نقل کر کے کوئی اعتراض نہیں کیا۔[النّشر فی القراء ات العشر]

(بشکریہ ماہنامہ دعوت تنظیم الاسلام گوجرانوالہ، نومبر۲۰۰۴ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ